پاکستانی میڈیا: عمروعیار کی زنبیل

تحریر: سہیل احمد لون

گزشتہ دنوں ملی ڈاؤلر کے قاتل نے یہ اعتراف کرلیا کہ اس نے ہی Milly کو اغواء کرنے کے بعد قتل کیا۔ برطانوی میڈیا میں شہزادی ڈیانا کے بعد Amanda Jane Milly Dowler ایسا نام ہے جو بہت زیادہ موضوع بنا رہا۔ بدقسمت ملی ڈاؤلر صرف تیرہ برس کی عمر میں ایک درندہ صفت شخص Levi Bellfield کی ہوس کا نشانہ بنی۔ 2002ء میں زیادتی کے بعد قتل ہونے والی معصوم ملی ڈاؤلر کا کیس خصوصاً برطانوی میڈیا کے لیے بہت اہمیت کا حامل تھا۔ دنیائے صحافت میں سب سے مقبول شخصیت Rupert Murdoch کی اخبار دی نیوز آف دی ورلڈ اسی کیس میں فون ہیکنگ سکینڈل کی وجہ سے عدالتی حکم سے بند کردی گئی۔ Milly کے کیس میں Campaign & investigating journalism کے ساتھ ساتھ محض ریٹنگ بڑھانے کے لیے فون ہیکنگ کرکے گندی صحافت بھی کی گئی خبر پہلے بریک کرنے کے لیے خبروں کو خریدا بھی گیا۔ Murdoch کو اخبار بند کرنے کے ساتھ معافی بھی مانگنا پڑی جبکہ اس غیر اخلاقی کام میں ملوث تمام کرداروں اور ان کے سہولت کاروں کو سزائیں بھی ہوئیں۔ آج وہ لوگ برطانوی صحافتی تاریخ کا بدترین تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ تحقیقاتی صحافت کے بانی William Thomas Stead نے معاشرتی مسائل کو عوام الناس کے سامنے لانے اور ارباب اختیار کو ان کے مناسب حل کے لیے جو قلمی جہاد کیا اُس نے دنیائے صحافت کی تاریخ بدل کر رکھ دی۔ وہ 1885ء میں شائع ہونیوالی دی پال مال گزٹ کے ایڈیٹر تھے جس میں سلسلہ وار شائع ہونے والے آرٹیکل جو تحقیقاتی اور کمپین جرنلزم کا خوبصورت امتزاج ہوتا تھا عوام میں اتنے مقبول ہوئے کہ چھاپے خانے عوام کی ڈیمانڈ پوری کرنے سے قاصر ہوگئے۔ اس وقت لندن میں کم عمر بچیوں کے خرید وفروخت کا مکروہ دھندا عام تھا۔ ولیم تھامس سٹیڈ نے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ مل کر تیرہ برس کی ایک لڑکی الیزا آرم سٹرانگ (Eliza Armstrang) پانچ پاؤنڈ میں خریدی۔ اس کے بعد اپنے گزٹ میں چھپنے والی سیریل The Maiden Tribute of Modern Babylon ایک سٹوری پانچ پاؤنڈ میں لڑکی کے عنوان سے پبلش کردی۔ آرٹیکل میں اس نے فرضی نام لکھا مگر لڑکی کے گھر والوں نے جب سٹوری پڑھی تو سٹیڈ پر کیس کردیا۔ عدالت میں سٹیڈ نے کہا کہ اس نے غیر اخلاقی طریقہ مصدقہ خبر حاصل کرنے کے لیے اپنایا تھا۔ اسے تین ماہ کے لیے Holloway جیل میں بھیج دیا گیا Victorian era میں اس کی تحقیقاتی سٹوری کا اثر یہ ہوا کہ کریمنل لاء میں بچیوں کے لیے رضامندی کے لیے عمر کی حد میں ترمیم کرکے سولہ برس کردی گئی جو آج تک قائم ہے۔ تھامس ولیم سٹیڈ مذہبی رجحان رکھنے والا انسان تھا جس نے اپنی زندگی میں متعدد بار یہ کہا تھا کہ اس کی موت سمندر میں ڈوبنے سے ہوگی۔ اس کی یہ بات 15 اپریل 1912ء کو اس وقت سچ ثابت ہوئی جب Titanic سمندر میں غرق ہوگیا۔ بدقسمتی سے سٹیڈ بھی اسی جہاز میں سوار تھا۔ Titanic پر بننے والی ہالی ووڈ کی فلم میں جو کردار جہاز کے ڈوبنے کے دوران سکون سے بائبل پڑھتے اور لائف جیکٹ لینے سے انکار کرتے دکھایا گیا ہے وہ ولیم تھامس سٹیڈ کا ہی ہے۔ صحافت بڑا مقدس پیشہ ہے شاید اسی لیے یہ لفظ صحیفے سے نکلا ہے مگر وطن عزیز میں اس

کے تقدس کو جیسے ما پال کیا جار ہا ہے اس سے ولیم تھامس سٹیڈ سمیت کافی لوگوں کی روحوں کو تکلیف ہوتی ہوگی۔ پریس، پبلک اور پولیٹیشن (PPP) کا آپس میں ایک خاص رشتہ ہے۔ دراصل پریس پبلک اور پولیٹیشن کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتا ہے۔عوامی مسائل ارباب اختیار کے سامنے رکھ کران کے مناسب حل کی ڈیمانڈ کرنا، اندرونی اور بیرونی پالیسیوں پر ایک واچ ڈاگ کی طرح نظر رکھنا ان کی اولین ذمہ داری ہے مگر بدقسمتی سے اکثریت ''ہڈی'' کے لیے غراتی یا دم ہلاتی نظر آتی ہے۔قلم اور کیمرے کو اکثر بلیک میلنگ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسروں کا احتساب کرنے والے خود احتسابی نہیں کرتے، دوسروں کو انصاف دلانے کے لیے قلم اور کیمرے کا استعمال کرنے والے اپنے اداروں میں ہونے والی ناانصافی پر خاموش رہتے ہیں۔ برطانیہ میں رجسٹرڈ صحافیوں کی تعداد سو سے زیادہ ہے ان میں سے درجنوں ایسے ہیں جو مین سٹریم میڈیا کے لیے کام کرتے ہیں۔حیران کن بات یہ ہے کہ برطانیہ میں ایسے صحافی جن کو ادارہ ماہانہ تنخواہ دیتا ہے ان کی تعداد ایک درجن سے زیادہ نہیں باقی لفافوں یا فاقوں پر گزارا کرتے ہیں۔ آزاد اور غیر جانبدارانہ صحافت کا نمونہ حالیہ دنوں میں ہی دیکھ لیں جب عمران خان اور شاہد آفریدی کو توہین صحافت کا مرتکب قرار دیکر ان کا میڈیا ٹرائل کر کے بینڈ بجا دی گئی اس کے برعکس پرویز رشید اور اسحاق ڈار نے جب بے عزت کیا تو سب نے رضائی تان لی۔ بریکنگ نیوز میں خود کفیل میڈیا میں Media laws Moralities,and ethics کا فقدان ہے۔ پیشہ وارانہ نااہلی کا یہ حال ہے کہ Victims سے گھٹیا سوالات کیے جاتے ہیں اور غیر اخلاقی طور پر ایسی لڑکیوں، خواتین اور بچوں کو میڈیا کے سامنے لایا جاتا ہے جن سے زیادتی ہوئی ہوتی ہے۔گزشتہ برس قصور میں ہونے والے واقعہ کے بعد کی رپورٹنگ کے بعد ان بچوں کا اس جاہل معاشرے میں کیا مستقبل ہوگا؟ ٹاک شوز میں بھی اینکر حضرات ریٹنگ بڑھانے کے لیے کسی حد تک بھی جانے کو تیار نظر آتے ہیں۔عمران خان نے صحافیوں سے باقاعدہ معافی مانگی تھی کیا پرویز رشید اور اسحاق ڈار سے بھی معافی کا مطالبہ کر کے لفافے کو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کی جرات کا مظاہرہ کریں گے؟ Milly Dowler کیس میں دنیائے صحافت میں ٹائی کون کا درجہ رکھنے والے Murdoch نے معافی بھی مانگی اور اخبار بھی بند کیا۔مگر ہمارے ہاں سیاسی، مذہبی، عسکری، اور بزنس ٹائی کون کسی بھی معاملے میں ملوث پائے جائیں تو وہ قانون سے بالاتر ہوتے ہیں۔ 1885ء میں Eliza Armstrong کے باپ کے حق میں فیصلہ سنایا اور ولیم تھامس سٹیڈ کو تین ماہ کے لیے اس لیے جیل بھیج دیا گیا کہ اس نے معاشرے کی برائی دکھانے کے لیے غیر اخلاقی طریقہ استعمال کیا۔ ڈیڑھ صدی قبل بھی صحافی کو Ethics کی پابندی کرنا فرض تھا مگر اکیسویں صدی میں بھی ہمیں مادر پدر آزاد صحافت کرتے ہوئے اس بات کا خیال نہیں آتا کہ ہم ایک ایسے معاشرے میں زندہ ہیں جہاں بریکنگ نیوز ہوتی نہیں بنائی جاتی ہے ۔ جہاں زیادتی کا شکار ہونے والے کو مجرم سے بھی زیادہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جہاں رپورٹنگ کرتے ہوئے اپنی خواہش اور نظریات کو بھی رپورٹ کیا جاتا ہے جہاں کسی کی پگڑی اچھالنے کو تفتیشی صحافت سمجھا جاتا ہے۔ جہاں کسی کی نجی زندگی کے پہلوؤں کو سامنے لانے والے کو بہت بڑا صحافی سمجھا جاتا ہے۔ ریحام عمران جب ریحام عمران نہیں رہیں تو پاکستانی میڈیا نے طوفان برپا کر دیا لیکن نادرا کے سرکاری اعلان کے باوجود جب مریم صفدر دوبارہ مریم نواز بن گئیں تو کسی کا دھیان اس طرف نہیں گیا۔ میں ہرگز یہ نہیں کہنا چاہتا کہ میڈیا کو اس نجی معاملے کو بھی بریکنگ نیوز کے طور پر چلانا چاہیے تھا لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ خریدنے اور بیچنے کے باٹ الگ الگ کیوں ہیں؟

پاکستان میں چند معتبر ناموں کو نکال کر اگر غور سے دیکھیں تو پاکستانی میڈیا صحافتی چکلا اور اینکر سیاسی رکھیلیں بن چکے ہیں۔ بزدلی کا یہ عالم ہے کہ تبلغی جماعت پر یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں میں جانے پر پابندی لگی تو کسی نے اُسے عوام تک نہیں پہنچایا۔ یہ موضوع تھا جس پر ٹاک شو ہونا چاہیں تھے لیکن یہ سب دودھ پینے والے مجنوں ہیں جان دینے والے کب کی اپنی دکان بڑھا چکے اور جو باقی بچے ہیں یہ عمرو عیار ہیں جو ہر اہم خبر جس کو عوام تک پہنچانا چاہیے اپنی صحافتی زنبیل میں ڈال لیتے ہیں اور اُس وقت نکالتے ہیں جب عوام کو اُس کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

31-01-2016